پرائے دیس میں اپنا فراڈیا

تحریر: سہیل احمد لون

ماں وہ عظیم ہستی ہے جسکی گود سے ہی دنیا شروع ہوتی ہے اور اس کے آنچل میں شفقت کے وہ ستارے جگمگاتے ہیں جو اماوس کی سیاہ راتوں میں بھی کبھی مدھم نہیں پڑتے۔ جس کی انگلی پکڑ کر ہم پہلا قدم اٹھاتے ہیں تو ماں کے دل سے دعا، زبان سے حوصلہ افزائی کے کلمات اور آنکھوں سے خوشی کے آنسو نکلتے ہیں جن کی بدولت ہم تا حیات کامرانی کی طرف قدم بڑھاتے رہتے ہیں۔ دنیا میں اگر ہم کو سب سے زیادہ الٰہی صفات کی مالک کوئی ہستی نظر آتی ہے تو وہ ماں ہے۔ ہم چاہے کہیں بھی چلے جائیں اور جتنی مرضی زبانیں سیکھ لیں مگر خواب ہمیشہ ماں بولی میں ہی آتے ہیں۔ ہمارے دیس کی ماں اپنے بچے پہ سب کچھ قربان کرنے کے لیے ہمہ وقت تیار رہتی ہے مگر ایک شئے ایسی بھی ہے جس پر ماں اپنے لختِ جگر کو قربان کرنا فخر محسوس کرتی ہے۔ وہ ماں کا دوسرا نام ہے ''دھرتی ماں'' وہ خوش قسمت ہوتے ہیں جن کی زندگی کی ابتداء ماں کی گود اور زیست کی انتہاء دھرتی ماں کی گود ہو۔ گود سے گور تک ہمیں بعض اوقات ان دونوں ماؤں سے دور ایک نئی دنیا میں اپنی دنیا بسانی پڑتی ہے۔ ہم میں سے کوئی بھی خوشی سے نہ تو اپنی ماں اور نہ ہی دھرتی ماں کو چھوڑنا چاہتا ہے۔ اس وقت لاکھوں تارکین وطن جان عزیز پاکستان کو چھوڑ کر دنیا کے مختلف حصوں میں اپنی قسمت آزمائی کر رہے ہیں اس جلاوطنی کا محرک چاہے سیاسی ہو یا معاشی مگر درد ایک ہی ہے۔ میں بھی ان تارکین وطن میں سے ایک ہوں جسے حصول تعلیم اور رزق کے لیے دھرتی ماں کو چھوڑنا پڑا۔ تقریباً بائیس برس قبل میں جرمنی آیا۔ بارہ برس جرمنی قیام کے دوران میں نے پڑھائی کا شوق پورا کیا اور مکینکل انجینئرنگ بھی کر لی۔ اسکے بعد برطانیہ آ گیا جہاں میں نے جرنلزم میں ڈگری کرنے کے بعد فلم میکنگ میں ماسٹرز بھی کیا۔ اس وقت میڈیا اینڈ کمیونیکیشن میں پی ایچ ڈی کے لیے تعلیمی سفر جاری ہے۔

تقریباً بتیس برس گھر سے نکلے ہو گئے جس میں بائیس برس یورپ اور برطانیہ میں ہو گئے ہیں۔ دو دہائیوں سے زائد عرصہ پردیس میں گزار کر یہ تجربہ ہو چکا ہے کہ یہاں ہم وطن ہی آپکے دکھ سکھ کے ساتھی ہیں، دوست رشتہ دار ٹیلیفون پر آپ سے ہمدردی تو کر سکتے ہیں مگر سات سمندر پار یہ ممکن نہیں ہوتا کہ وہ موقع پر پہنچ کر آپ کی خوشی غمی میں شریک ہو سکیں۔ پردیس میں ہم دیسی لوگوں نے اپنی ایک الگ دنیا بھی آباد کی ہوتی ہے۔ میں نے بھی متعدد بار کئی ہم وطنوں کی مختلف طریقوں سے مدد کی اور ظاہر ہے مجھے بھی اگر کبھی ضرورت پڑی تو ہم وطنوں نے کبھی مایوس نہیں کیا۔ چند ہفتے قبل مجھے جرمنی سے مختار علی بٹر نے سوشل میڈیا کے ذریعے رابطہ کیا، سوشل میڈیا پر اس نے اپنی آئی ڈی عاطف بٹر کے نام سے بنائی تھی۔ مختار علی بٹر نے بتایا کہ اسکے والد محترم چوہدری اکبر علی بٹر فیروز والہ ضلع شیخوپورہ کی ایک معروف سیاسی شخصیت ہیں جو پیپلز پارٹی کے ٹکٹ پر ایم پی اے کا انتخابات بھی لڑ چکے ہیں، اسکے علاوہ وہ ضلع کونسل کے چیئرمین بھی رہ چکے ہیں۔ وہ مربعوں کے مالک زمیندار ہیں، فیروز والہ اور کرتو پنڈوری میں انکی کافی جائیداد ہے۔ 1990ء کے انتخابات کے دوران انکی مخالف سیاسی جماعت کے سپورٹروں سے جھگڑا ہو گیا جس کے نتیجے میں انکے دو بھائی ہلاک ہو گئے، جس کے جواب میں انہوں نے بھی پانچ

بندے ہلاک کر دیئے۔ اس لڑائی کے نتیجے میں وہ سب جرمنی آ گئے اور اسائلم کر لیا۔ بقول مختار علی بٹر وہ سب بھائی جرمنی میں کاروبار کر رہے ہیں اور انکی ذاتی دکانیں اور مکان ہیں۔

جون کے آخری ہفتے میں مختار اکبر بٹر نے مجھے وٹس ایپ پر رابطہ کیا اور روتے ہوئے یہ کہا کہ اگر میں انکی مدد کردوں تو وہ تا حیات میری اس نیکی کو پانی دے گا۔ اس نے کہا کہ اسے جرمنی کے انکم ٹیکس آفس سے کوئی مسئلہ درپیش ہے کیونکہ اس نے کچھ رقم لندن اپنے بھانجے کو بھیجی تھی اور وہ پیسے لیکر پاکستان چلا گیا ہے۔ اب اگر کوئی بندہ اسے انگلینڈ سے ویسٹرن یونین سے ایک ٹرانزیکشن کر دے تو وہ اسکی رسید انکم ٹیکس آفس دکھا کر اپنا اکاونٹ دوبارہ چالو کروا سکتا ہے جو انکم ٹیکس آفس نے فریز کر رکھا ہے۔ مختار اکبر بٹر نے قرآن اور کلمہ طیبہ کی قسم اٹھا کر وعدہ کیا کہ وہ دس منٹ کے اندر پیسے واپس بھیج دے گا اور اس پر آنے والی ویسٹرن یونین کی فیس کے پیسے بھی وہ ادا کر دے گا۔ مزید یقین دلانے کے لیے اس نے یہاں تک کہہ دیا کہ وہ اپنی ماں بہن سے برا فعل کرے اگر وہ اپنا عدہ پورا نہ کرے۔ اس نے کہا کہ اس وقت اس پر برا وقت آیا ہے چند منٹ کے لیے اگر میں اسے پیسے بھیج دوں تو اسکے کاروبار میں آئی رکاوٹ دور ہو سکتی ہے۔ ایک ٹرانزیکشن میں نے کر دی تو اس نے کہا کہ وہ پہلے ویسٹرن یونین کا کام کرتا رہا ہے اور اسکا اکاونٹ مائنس میں ہے اس لیے مقررہ رقم ملنے سے پہلے ویسٹرن یونین نے کٹوتی کر لی ہے، اس نے مزید پیسے بھیجنے کا کہا اور وہی قرآن ورسول کے واسطے بھی دیئے۔ میں نے 3342 پاونڈ اسے بھیج دیئے لیکن جب واپسی کا تقاضا کیا تو اُس نے یہ شرط رکھ دی کہ اگر میں اسے مزید سات سو پاونڈز بھیجوں تو وہ تمام رقم واپس کرے گا ورنہ قیامت تک پیسے واپس نہیں ہو سکتے۔ میرے پاس وٹس ایپ کے تمام وائس میسیجز، کال ریکارڈنگ، چیٹ ہسٹری سمیت ویسٹرن یونین کو رسیدیں ثبوت کے طور پر موجود تھیں۔ میں نے جب قانونی چارہ جوئی اور میڈیا میں بات لانے کا عندیہ دیا تو اس نے قتل کرنے کی دھمکیاں دینا شروع کر دیں۔ مجھے پتہ چل گیا کہ نیکی گلے پڑ چکی ہے، میں نے فرینکفورٹ کے نواحی علاقے ریوسلز ہائم میں جرمن پولیس اور ایک جرمن وکیل سے رابطہ کیا جس نے 413 یورو فیس لی اور تقریباً پینسٹھ یورو کورٹ کی فیس بھی ادا کرنا پڑی جو کیس جیتنے کی صورت میں مختار بٹ کے کھاتے میں ڈال دی جائیگی مگر فی الحال چار ہزار پاونڈز میری جیب سے جا چکے ہیں۔ پولیس کو سارے ثبوت دیے تو پتہ چلا کہ اس کے خلاف اس وقت اسی طرز کے دو مزید کیس درج تھے، مختار اکبر بٹر نے فرینکفورٹ میں دو پاکستانی ٹیکسی ڈرائیورز کو بھی ایسی دردناک کہانی سنا کر پیسے بٹورے تھے۔ پاکستان جرمن پریس میں اپنی صحافی برادری سے جب اس موضوع پر بات ہوئی تو پتہ چلا کہ مختار اکبر بٹر ایک فراڈیا ہے جو کافی پاکستانیوں کو چونا لگا چکا ہے۔ فرینکفورٹ آنے سے قبل وہ میونسٹر میں مقیم تھا اور وہاں بھی کئی پاکستانیوں سے ہاتھ کر چکا ہے۔ مزید تحقیق اور سوشل میڈیا پر مہم چلانے سے پتہ چلا ہے کہ اس کے والد صاحب اور بھائی بھی فراڈ میں ملوث ہیں، پاکستان سے لوگوں کو باہر بلانے کا جھانسہ دیکر پیسے بٹورتے ہیں، جرمنی میں مختلف کمپنیاں کھول کر ٹیکس چوری کرنے کے بعد بینک کرپٹ ہو چکے ہیں۔ میڈیا اور سوشل میڈیا پر جب مختار عرف عاطف بٹر کو بے نقاب کیا گیا تو اس کے کئی متاثرین سامنے آنا شروع ہو گئے۔ گوجرانوالہ کی ایک بیوہ خاتون آمنہ شاہین صاحبہ اسکے یتیم اور مسکین بھتیجے رائے جہانگیر کھرل سے صاحب سے 34 لاکھ، اسلام آباد میں ذاتی پرائیویٹ کلینک چلانے والے ڈاکٹر مظہر اقبال لک صاحب سے 18 لاکھ 50 ہزار روپے، گوجرانوالہ کے رہائشی عمران سلیم عرف مانی صاحب سے 4 لاکھ 50 ہزار

سمیت دیگر کئی لوگوں سے مختار عرف عاطف بٹر پیسوں کا فراڈ کر چکا ہے اسکے علاوہ کچھ خواتین جن میں ایک معذور خاتون بھی شامل ہے ، سے شادی کر کے انکو جرمنی بلانے کا جھانسہ دیکر انکے زیورات اور قیمتی اشیا لیکر واپس جرمنی بھاگ جانے کا انکشاف بھی ہوا۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ عاطف بٹر کے گھر والے بجائے مظلوموں کے ساتھ ہمدردی کرنے کے الٹا انکو دھمکیاں دے رہے ہیں۔ پاکستان اور جرمنی میں اس فراڈیے ٹبر کے خلاف قانونی کارروائی کا آغاز ہو چکا ہے اور امید ہے کہ آئندہ انکو کوئی خیرات میں بھی پیسے نہیں دے گا۔

افسوس اس بات کا ہے کہ انسان ماں اور دھرتی ماں کو چھوڑ کر بہتر روزگار کی خاطر پردیس کے دھکے کھاتا ہے اور محنت سے کما کر حلال کی کمائی اگر کوئی دیسی فراڈیا پہلے ہاتھ ملائے پھر ہاتھ کر جائے تو آئندہ کسی ضرورت مند کی بھی مدد کرتے ہوئے خوف محسوس کرے گا۔ مختار اکبر بٹر جیسے فراڈیے دیار غیر میں ہم وطنوں کے لیے پریشانی کا سبب تو بنتے ہی ہیں مگر ساتھ ساتھ ملک وقوم کی بدنامی کا باعث بھی بنتے ہیں۔

تحریر: سہیل احمد لون

sohailloun@gmail.com